جنّت اور اہلِ جنّت

کتاب وسنّت کی روشنی میں

قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں جنت اور اہلِ جنت سے متعلق تفصیلی معلومات پر مشتمل دلوں میں جنت کا شوق اور اس کے حصول کے لئے عملی جدوجہد کا ولولہ پیدا کرنے والی ایک منفرد کتاب

تالیف :

علّامہ ابنِ قیمِ الجوزِیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ)

ترجمہ وتلخیص:

مولانا خورشید انور ندوی مدنی

دار العلوم سبیل السّلام، مدینۃ العلم، حیدرآباد۔ الہند

حادى الأرواح إلىٰ بلاد الأفراح

تاليف:

العلامة ابن قيِّم الجَوزِيَّة رحمه اللّٰه (م ٧٥١ھ)

نقله إلى الأردية ولخَّصه:

خور شيد انور الندوى المدنى

(خرّيج كلية القرآن الكريم بالجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة)

قام بالنشر:

دار العلوم سبيل السلام، مدينة العلم،

صلاله، باركس، حيدرآباد (الهند)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	جنت اور اہل جنت کتاب وسنت کی روشنی میں
اصل کتاب جس کا ترجمہ کیا گیا:	حادی الارواح الی بلاد الافراح
تالیف :	علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ)
ترجمہ وتلخیص :	مولانا خورشید انور ندوی مدنی
کمپیوٹر کمپوزنگ :	کمپیوٹر سیکشن دار العلوم سبیل السلام، حیدرآباد
کمپوزیٹر :	مولانا محمد احسان سبیلی
طبع اول :	رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۳ء
صفحات :	۴۲۴
قیمت :	

ناشر:

دار العلوم سبیل السلام، مدینۃ العلم، حیدرآباد الہند

DARUL-ULOOM SABEELUSSALAM
MADINATUL-ILM,SALALA BARKAS
HYDERABAD.500005,(A.P)INDIA
Ph:040-24440450

ملنے کے پتے :

- دار الاشاعت دار العلوم سبیل السلام، صلالہ بارکس، حیدرآباد
- مترجم کتاب مولانا خورشید انور ندوی مدنی استاذ دار العلوم سبیل السلام، حیدرآباد
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد، Ph: 24523011
- المکتبۃ الندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
- مکتبہ الفرقان، نظیرآباد، لکھنؤ

جنّت اور اہلِ جنّت

کتاب وسنّت کی روشنی میں

قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں جنت اور اہلِ جنت سے متعلق تفصیلی معلومات پر مشتمل دلوں میں جنت کا شوق اور اس کے حصول کیلئے عملی جدوجہد کا ولولہ پیدا کرنے والی ایک منفرد کتاب "حَادِی الْاَرْوَاحِ اِلٰی بِلَادِ الْاَفْرَاحِ" کا اردو ترجمہ وتلخیص

تالیف :

علّامہ ابنِ قیّم الجَوزِیّہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ)

ترجمہ وتلخیص:

مولانا خورشید انور ندوی مدنی

دار العلوم سبیل السلام، مدینۃ العلم، حیدرآباد - الہند

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ :

"مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِی وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ، وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ، وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ" (محمد :۱۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

''جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جن میں ذرا تغیّر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا، اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا، اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے، اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی''

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

"قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ، وَمِصْدَاقُ ذٰلِكَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ : "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ"

(بخاری کتاب بدأ الخلق ، مسلم کتاب الجنة)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے، نہ ان کا خیال کسی فردِ بشر کے دل میں گذرا ہے۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَاکَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" (کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (جنتیوں) کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے، ان (نیک) اعمال کے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے)''

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۵	جنت کی کنجی	۱۰۹
۱۶	جنت کو جنتیوں کے نام لکھ دیا جائے گا	۱۱۲
۱۷	جنت کے حصول کا ایک ہی راستہ ہے	۱۲۱
۱۸	جنت کے درجے	۱۲۵
۱۹	جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ اور اس کا نام	۱۲۹
۲۰	جنت کی قیمت	۱۳۲
۲۱	اہل جنت جنت کو اپنے رب سے طلب کرتے ہیں اور جنت جنتیوں کو طلب کرتی ہے اور اپنے رب سے سفارش کرتی ہے	۱۳۷
۲۲	جنت کے نام اور ان کے معانی	۱۴۱
۲۳	جنتوں کی تعداد کتنی ہے؟	۱۴۸
۲۴	اللہ تعالیٰ نے بعض جنتوں کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور ان کے درخت اپنے ہاتھ سے بوئے	۱۵۰
۲۵	جنت کے پہرے دار، خزانچی اور سردار خزانچی	۱۵۵
۲۶	سب سے پہلے بابِ جنت کو کھٹکھٹانے والا	۱۵۷
۲۷	جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والی امت	۱۵۹
۲۸	سب سے پہلے جنت میں جانے والوں کی صفات	۱۶۱
۲۹	مفلس اہلِ ایمان (کوتاہ عمل) مالداروں سے پہلے جنت میں جائیں گے	۱۶۶
۳۰	ایسے جنتی جن کے لئے جنت کی ضمانت دی گئی ہے	۱۶۹
۳۱	جنت میں اکثریت امتِ محمدیہ ﷺ کی ہوگی	۱۷۸

فہرستِ عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	پیشِ لفظ: حضرت مولانا محمد رضوان القاسمی دامت برکاتہم	۱۱
۲	عرضِ مترجم	۱۸
۳	کچھ مصنفؒ کے بارے میں	۲۶
۴	مصنفؒ کا تحریر کردہ مقدمۂ کتاب	۳۳
۵	کیا جنت اس وقت موجود ہے؟	۴۲
۶	وہ جنت کونسی تھی جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا گیا تھا؟	۵۸
۷	اس قول کے دلائل کہ حضرت آدمؑ کو جنت الخلد میں ٹھہرایا گیا تھا	۶۳
۸	دوسرے قول کے دلائل	۷۴
۹	ان لوگوں کے شبہات جو اس بات کے قائل ہیں کہ جنت ابھی پیدا نہیں ہوئی	۸۵
۱۰	مذکورہ شبہات کے جواب	۸۹
۱۱	جنت کے دروازوں کی تعداد	۹۱
۱۲	جنت کے دروازوں کی وسعت	۹۷
۱۳	جنت کے دروازے کیسے ہوں گے؟	۱۰۱
۱۴	جنت کہاں ہے؟	۱۰۵

۵۰	جنتیوں کے خورد و نوش کے برتن	۲۵۳
۵۱	جنتیوں کے لباس، زیورات اور گاؤ تکیے	۲۵۶
۵۲	جنتیوں کے سروں پر پہنائے جانے والے تاج	۲۶۳
۵۳	جنتیوں کے خیمے اور مسہریاں	۲۶۸
۵۴	جنتیوں کے خدام وغلمان	۲۷۰
۵۵	اہل جنت کی بیویاں اور خادمائیں	۲۷۳
۵۶	جنت کی حوریں کس مادہ سے پیدا کی جائیں گی	۲۸۱
۵۷	اہلِ جنت کا عورتوں سے نکاح اور مجامعت	۲۸۴
۵۸	جنت میں حمل اور ولادت ہوگی یا نہیں؟	۲۸۸
۵۹	جنت کے نغمے اور حوروں کے گیت	۲۹۵
۶۰	جنت میں اس سے اعلیٰ درجہ کا سماع بھی ہوگا	۲۹۹
۶۱	اہلِ جنت کی سواریاں	۳۰۱
۶۲	جنتیوں کی ایک دوسرے سے ملاقات	۳۰۳
۶۳	جنت کے بازار	۳۰۸
۶۴	جنت میں دیدارِ الٰہی	۳۱۱
۶۵	جنت میں بادل اور بارش	۳۱۶
۶۶	جنت کی بادشاہت	۳۱۸
۶۷	جنت تصوّر سے بالاتر ہے	۳۲۱
۶۸	جنت میں رؤیت باری تعالیٰ	۳۲۴
۶۹	اہلِ جنت سے اللہ کا سلام وکلام	۳۴۵

۳۲	عورتیں جنت میں مردوں سے زیادہ ہوں گی اور دوزخ میں بھی	۱۸۰
۳۳	جنت میں بلا حساب و کتاب جانے والے خوش نصیب اور ان کے اوصاف	۱۸۵
۳۴	اللہ تعالیٰ تین لپ بھر کر لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا	۱۹۰
۳۵	جنت کی مٹی اور عمارت	۱۹۳
۳۶	جنت کا نور اور اس کی سفیدی	۱۹۷
۳۷	جنت کے کمرے، محل اور خیمے	۱۹۹
۳۸	جنتی جنت میں داخل ہوتے وقت اپنی رہائش گاہ کو خود پہچان لیں گے	۲۰۴
۳۹	جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کی کیفیت	۲۰۶
۴۰	اہلِ جنت کی خلقت اور ان کی اخلاقی صفات	۲۰۹
۴۱	اہلِ جنت میں سب سے اعلیٰ اور سب سے ادنیٰ مقام کس کا ہوگا؟	۲۱۲
۴۲	دخول جنت کے وقت پیش کیا جانے والا تحفہ	۲۱۶
۴۳	جنت کی خوشبو	۲۲۲
۴۴	جنت کی منادی	۲۲۵
۴۵	جنت کے باغ اور درخت	۲۲۹
۴۶	جنت کے پھل	۲۳۵
۴۷	جنت کی کھیتی	۲۴۰
۴۸	جنت کی نہریں اور چشمے	۲۴۱
۴۹	اہل جنت کے لئے اشیاء خورد و نوش	۲۴۹

۷۰	جنت ہمیشہ ہمیش رہے گی	۳۴۷
۷۱	جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص	۳۹۰
۷۲	اہلِ جنت کی زبان کیا ہوگی؟	۳۹۹
۷۳	جنت اور دوزخ کی باہمی گفتگو	۴۰۰
۷۴	جنت میں خالی جگہ کس طرح پُر کی جائے گی؟	۴۰۲
۷۵	اہلِ جنت سوئیں گے نہیں	۴۰۴
۷۶	اللہ تعالیٰ اولاد کی طرف سے دعائے مغفرت کے نتیجہ میں بندہ کے درجات بلند کرے گا۔	۴۰۵
۷۷	مومنین کی ذریت کو جنت میں انہیں کے ساتھ رکھا جائے گا	۴۰۶
۷۸	جنت بولتی ہے	۴۱۱
۷۹	حوریں اہلِ جنت کو اُن سے زیادہ طلب کرتی ہیں	۴۱۲
۸۰	جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا	۴۱۴
۸۱	جنت میں ذکر کے سوا کوئی دوسری عبادت نہیں ہوگی	۴۱۷
۸۲	دنیا میں جو کچھ گذری اہلِ جنت آپس میں اس کا مذاکرہ کریں گے	۴۱۸
۸۳	جنت کن لوگوں کے لئے ہے؟	۴۲۰

ممکن ہے جب کہ اس کے اندر جذبۂ عبودیت ہو اور عبد بن کر معبود حقیقی کے سامنے سربسجود ہو، اور اس کی رضا اور خوشنودی کا تابع ہو۔

اس موقع پر اس حقیقت پر نظر رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات کا علم ایک انسان بطورِ خود حاصل نہیں کرسکتا، اس کے لئے اللہ نے فرشتوں اور رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا، رسولوں میں سب سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں، آپ سے پہلے جتنے رسول آئے وہ سب اور آپؐ اپنے اپنے دور اور زمانہ میں اللہ کی مرضیات اور نامرضیات کو بتاتے، اور مرضیات پر چلنے اور نامرضیات سے بچنے کی تلقین کرتے اور دعوت دیتے رہے، جنہوں نے بات مان لی وہ مطیع وفرماں بردار کہلائے اور جنہوں نے بات نہیں مانی وہ کافر ومشرک ٹھہرائے گئے، بس جنت نام ہے اللہ کی ''مرضیات'' کے گھر کا اور دوزخ جسے کہتے ہیں وہ اللہ کی ''نامرضیات'' کی جگہ ہے، ایک وقت آئے گا کہ جنت اپنی تمام تر نعمتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوگی اور دوزخ پوری ہولناکیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے سامنے آئیگی۔

قیامت کے دن جنت کا ماحول بڑا پرکیف، مسرّت آگیں اور نہایت خوشنما ہوگا، دخولِ جنت کے وقت اہلِ جنت کا کس طرح اعزاز واکرام ہوگا اور اُن کا استقبال فرشتے کس انداز میں کریں گے اس کی ایک جھلک آپ اِن آیات میں بھی ملاحظہ فرماسکتے ہیں:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى	اور جولوگ اہل تقویٰ ہیں وہ جنت کی
الْجَنَّةِ زُمَراً حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا	طرف گروہ گروہ روانہ کئے جائیں گے
وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا	یہاں تک کہ جب اس کے پاس

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بسایا اور حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے انسانی آبادی کا آغاز فرمایا، حضرت آدمؑ پہلے انسان بھی ہیں اور پہلے نبی بھی، ان کے بعد حضرت حوا زوجہ محترمہ کی حیثیت سے آتی ہیں اور دونوں کے ملاپ سے انسانی کارواں بڑھتا ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اس وقت ایک اندازہ کے مطابق چھ ارب سے زیادہ انسان دنیا میں رہتے اور بستے ہیں، ظاہر ہے یہ انسانی آبادی بڑھے گی اور موجودہ شرح میں اضافہ در اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اس کائنات کے نظام کو برپا فرمایا جس کا عظیم تر حصہ جنّ وانس ہیں، اور جنّ وانس کی پیدائش کو تمام مخلوقات میں فضیلت اور برتری حاصل ہے، اور اس میں بھی انسان کا مقام ومرتبہ اعلیٰ وارفع ہے جو "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ" (الاسراء: ۷۰) اور "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" (التین: ۴) سے ظاہر ہے، یہ تو انسان کی تخلیق کی عمومی حیثیت ہوئی تاہم اسے بارگاہِ خداوندی سے خلافت کی خلعت بھی عطا کی گئی، یہ خلافت اسے زیادہ تر حاصل ہوگی جو اپنے آپ کو خدائی رنگ میں رنگے گا "صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً" اور "تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ" کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالے گا، یہ اسی وقت

درخواست کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی ،اس لئے درخواست وطلب اور معروف دعا کے قائم مقام ان کی زبانوں پر صرف اللہ کی تسبیح ہوگی اور وہ بھی دنیا کی طرح کوئی فریضۂ عبادت ادا کرنے کے لئے نہیں بلکہ وہ اس کلمۂ تسبیح سے لذت محسوس کریں گے اور اپنی خوشی سے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کہا کریں گے، جنت میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کے بعد دوسری طرف ''سلام'' کا ماحول ہوگا (وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ۔ اور ان کی دعا یہ ہوگی کہ ''سلامتی'' ہو) سلام کا لفظ اگر چہ دنیا میں دعاء ہے لیکن جنت میں پہنچ کر تو ہر مطلب حاصل ہوگا، اس لئے وہاں یہ لفظ دعاء کے بجائے خوش خبری کا کلمہ ہوگا، سلام کے کلمہ سے یہ خوش خبری دی جائے گی کہ تم یہاں پر ہر تکلیف اور ناگوار چیز سے سلامت رہو گے، یہ خوش خبری اللہ کی جانب سے بھی ہوگی، فرشتوں کی طرف سے بھی اور جنتیوں میں باہمی طور پر بھی۔ جنت کے مقدّس، پاکیزہ اور دل آویز ماحول میں جنتیوں کی زبان پر ان دو کلموں کے ساتھ جو آخری کلمہ ہوگا، اس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے "وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" (یونس:۱۰۔ اور ان کی دعاء کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ سب خوبی اللہ کے لئے ہے جو پروردگار ہے سارے جہاں کا)

اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کا اصل وطن ''جنت'' ہی ہے، اس لئے کہ اس کے جدِ امجد حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت ہی سے دنیا میں تشریف لائے تھے، اور اگر دم لے کر آگے بڑھتے ہوئے وہ جنت میں جاتا ہے تو گویا اس کی حیثیت اپنے حقیقی وطن کی طرف کوچ کرنے کی ہے اور دوزخ جو کہ خدا کی نامرضیات کی جگہ ہے وہاں اگر کوئی انسان پہونچتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ منزل کی طرف چلنے کے بجائے اس نے درمیان میں اپنی راہ گم کر دی ہو، اور بھٹک کر صحرا، بے آب وگیاہ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ، وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ۔

(الزمر: ۷۳-۷۴)

پہونچیں گے تو اس حال میں جائیں گے کہ اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور وہاں کے محافظ ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو، مزہ میں رہو، سو اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا مالک کر دیا، کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کر لیں، تو غرض کہ عمل کرنے والوں کا کیسا اچھا انعام ہے۔

قرآنی ترتیب کے اعتبار سے سورۂ یونس کا نمبر دسواں ہے، اس دسویں سورہ کی دسویں آیت میں اہلِ جنت کا یہ حال بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ جنت میں اطمینان سے بیٹھ لیں گے اور دنیا کی فانی لذتوں کا مقابلہ وہاں کے دائمی عیش وسرور سے کریں گے یا دوسرے لفظوں میں منزلِ مقصود پر پہنچنے سے جو سچی مسرّت اور روحانی خوشی انہیں حاصل ہوگی اور جنت کے عجائب اور اس کی بہار کا دفعۃً معائنہ کریں گے تو بے اختیار ان کی زبانوں پر یہ نعرہ ہوگا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پاک ہے تو اے اللہ۔

یہ تو خدائے ذوالجلال اور اس کی بنائی ہوئی جنت کے بارے میں اہلِ جنت کی وجدانی کیفیت ہوگی اور زبان پر بے ساختگی کے ساتھ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کا مقدّس کلمہ ہوگا، اس کلمہ سے بتانا مقصود یہ ہے کہ اہلِ جنت کو جنت میں ہر راحت، اور ہر مطلب کی چیز من مانے انداز سے خود بخود حاصل ہوگی، کسی چیز کو مانگنے اور

ہے، دنیا میں جب کبھی کوئی کام صالحیت اور صلاحیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، تو وہ خلق اور خالق دونوں کی نگاہ میں مقبول ہوتا ہے، اور یہی توقع اس کتاب کے ساتھ قائم کرنی چاہئے۔

لوگ کہتے ہیں اور صحیح کہتے ہیں کہ ''ج، ن، ن'' کے مادّہ میں ''چھپنا'' ہے، اور جنت کو جنت اس لئے بھی کہتے ہیں کہ وہ نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے، شاید اسی کا اثر ہو کہ بعض اہلِ خیر اس میں حصّہ لیکر بھی لوگوں کی نگاہوں سے چھپے رہنا چاہتے ہیں، حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی نظر میں وہ بندہ بہت زیادہ پسندیدہ ہے جو اپنے آپ کو اور اپنے عملِ خیر کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا کر رکھے، لیکن وہ ذات جو ہر ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کو جانتی ہے اس کے سامنے کوئی عمل چھپ نہیں سکتا اور اس کے علم کی بنیاد پر اس کی بارگاہ میں وہ عملِ خیر اجر و ثواب کا مستحق ضرور قرار پائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے ایسے پوشیدہ رہنے والے بندوں کے عملِ خیر کو قبول فرمائے، مصنفؒ، مترجم اور معاونین کی سعی ''سعی مشکور'' قرار پائے، مجھے اس سے خوشی ہے کہ یہ اہم اور وقیع کتاب ''دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد'' سے شائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ ''سبیل السلام'' کے نام کی برکت سے اس کے تمام منتسبین و متعلقین کو راہِ سلامتی پر چلائے، اور ظاہر ہے کہ راہِ سلامتی پر چلنے کا انعام ہی ''جنت'' ہے، اللہ تعالیٰ اس انعام سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔

یہ سطریں جب میں ختم کر رہا ہوں تو یہ حقیقت جلوہ گر ہو کر سامنے آ رہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو وقت مقررہ پر دنیا سے جانا ہے، ایک مومن کی سب سے بڑی آرزو اور حسین تمنا جو ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آخری وقت اس کے کان میں یہ صدائے دل نواز آنے لگے :

يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْجِعِىْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِىْ فِىْ عِبَادِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ۔

(الفجر :۲۷-۳۰)

اے اطمینان والی روح! تو اپنے پروردگار کی طرف چل، خوش ہوتی ہوئی اور خوش کرتی ہوئی، پھر تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہوجا، اور میری جنت میں جا داخل ہو۔

مطابق یکم رجب ۱۴۲۴ھ
۳۰ راگست ۲۰۰۳ء
شنبہ

محمد رضوان القاسمی
ناظم دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد

عرضِ مترجم

الحمدللّٰه الذی خلق الجن والانس لعبادته ، وجعل الجنة مثوی لأهل طاعته ، والصلاة والسلام علی أفضل الخلق محمد بن عبداللّٰه اصطفاه لتبلیغ رسالته ، وأداء أمانته ، وعلی آله واصحابه اقتبسوا النور من مشکاة نبوته ، وبذلوا النفس والنفیس لتحکیم شریعته وعلی من دخل فی ملته ، ثم استقاموا علی محجته واستنوا بسنته۔

أمابعد !

قرآن کریم کی بے شمار آیات اور زبان نبوت سے نکلی ہوئی ان گنت احادیث مبارکہ اس بات پر صراحتاً یا اشارۃً دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت وطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور اس وسیع وعریض کائنات، اور زمین وآسمان کے درمیان پائی جانے والی مخلوقات کو اشرف المخلوقات حضرت انسان کے لئے وجود بخشا تاکہ وہ ان سے لطف اندوز ہوتے ہوئے عبادت الٰہی میں مصروف رہے، اور اپنی زندگی کی مادی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں لگا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا تھا اور ان سے ایک عہد لیا تھا جس کو ''عہد اَلَسْت'' کہا جاتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پیٹھ سے پیدا ہونے والی تمام اولاد کو نکالا اور پھر ان کی اولاد کی پیٹھ سے قیامت تک پیدا ہونے والی تمام ذریت کو نکال کھڑا کیا اور ان سے اپنی ربوبیت وعبوبیت کا عہد و پیمان لیا، اس کو قرآن میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِی آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى شَهِدْنَا ، أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ أَوْتَقُولُوٓا اِنَّمَا اَشْرَكَ آبَاءُ نَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔

(الاعراف:۱۷۲-۱۷۳)

(اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب آپ کے پروردگار نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل کو نکالا، اور خود اُن کو اپنے آپ پر گواہ بنایا اور (کہا) کیا میں تمہارا پرور دگار نہیں ہوں، وہ بولے، کیوں نہیں (ضرور ہیں) ہم گواہی دیتے ہیں، (یہ اس لئے ہوا) کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے، یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا پہلے ہی سے کرتے آئے اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے تو کیا تو ہمیں (اگلے) اہل باطل کے کرتوت کی پاداش میں ہلاک کردیگا۔

یوں تو قیامت کے دن انسان کے حساب و مواخذہ کے لئے یہی عہد و پیماں کافی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مزید اپنے فضل و کرم اور رحمت بے پایاں سے انبیاء و رسل کو ہدایت و ارشاد اور اس وعدہ کی یاد دہانی کرانے کے لئے بھیجا، اور ان کے ساتھ آسمانی کتابیں اور صحیفے بھیجے تا کہ وہ دستور العمل اور ضابطۂ حیات کا کام دے سکیں۔

عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ کوئی دن ایسا مقرر کیا جائے جس میں لوگوں کے اچھے یا بُرے اعمال کا وزن کیا جائے اور ان کا پورا پورا بدلہ دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قیامت کا دن مقرر کیا ہے، جس دن سب کے سب حساب و کتاب کے لئے ارض محشر میں جمع کئے جائیں گے اور میزانِ عمل قائم کر کے نیکیوں اور برائیوں کو تولا جائے گا، جنہوں نے اللہ کی مرضیات کے مطابق زندگی گذاری ہوگی اور نفس و شیطان کی پیروی سے اپنے آپ کو باز رکھا ہوگا ان کو انعام و اکرام سے نوازا جائے گا، اور ان کے عیش و آرام کے لئے اللہ نے ایسا گھر تیار کر رکھا ہے جو ہر قسم کی نعمتوں سے آراستہ، حسن و جمال اور زیب و آرائش کی چیزوں سے مزیّن ہوگا، اس گھر کا بنیادی نام اللہ نے ''جنّت'' بتایا ہے، جس کے لغوی معنیٰ ''گھنے باغ'' کے ہیں، کیونکہ اس میں دیگر بے شمار نعمتوں اور لذتوں کے علاوہ گھنے اور سایہ دار درخت بھی ہوں گے، اس مناسبت سے اس کا نام ''جنت'' رکھا گیا، ویسے اس کے اور بہت سے نام ہیں جن کو انشاء اللہ آپ زیر نظر ترجمہ کتاب کے باب ''جنت کے نام اور ان کے معانی'' میں ملاحظہ فرمائیں گے، یہ تو ان خوش نصیبوں کا ذکر تھا جنہوں نے اپنی پوری زندگی اللہ کی اطاعت و بندگی میں گذاری ہوگی، رہے وہ لوگ جو غفلت میں پڑے رہے اور انہوں نے فرصتِ ہستی کو کفر و الحاد، شرک و بت پرستی، یا گناہ و معصیت میں مبتلا رہتے ہوئے ضائع کر دیا تو ان کے لئے اللہ نے آگ، گرم پانی،

خون پیپ، اور نہ جانے کیسے کیسے دردناک عبرتناک اور وحشتناک سزائیں مقرر کر رکھی ہیں، جن کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، (اعاذنا اللہ منہ) ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ایسا گھر ہے جس میں دہکتی آگ ہوگی، سانپ بچھو ہوں گے، اور قسم قسم کے عذاب ہوں گے اس کو ''جہنم'' ''دوزخ'' یا ''نار'' کہا جاتا ہے۔

انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ نفع بخش چیزوں کی طرف لپکتا اور مضرت رساں چیزوں سے دور بھاگتا ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی نگاہ مادی نفع یا ضرر پر زیادہ اور روحانی ومعنوی چیزوں پر کم رہتی ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ مختلف پیرایوں اور مؤثر ودلکش انداز واسلوب میں اس کے سامنے جنت کی حقیقت، اس کی نعمتوں کا تذکرہ اور اس کی افادیت واہمیت کو واضح کیا جائے تاکہ اس کے دل میں حصولِ جنت کا شوق اور ولولہ پیدا ہو اور وہ اس کے لئے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی دینے کے لئے تیار ہوجائے۔

۱۹۹۸ء یا ۱۹۹۹ء کی بات ہے کہ میں نے زیرنظر ترجمہ کی اصل کتاب ''حادی الارواح الی بلاد الافراح'' کا مطالعہ شروع کیا، اس وقت میرا مدینہ یونیورسٹی میں طالب علم کی حیثیت سے اخیر کا دور تھا، اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے محسوس ہوا کہ مصنفِ کتاب علامہ ابن قیمؒ نے جنت اور اہل جنت کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کا بڑا ذخیرہ اس کتاب میں جمع کردیا ہے جو شاید اتنی وسعت وجامعیت کے ساتھ کسی اور کتاب میں نہ ملے، اگرچہ اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتابیں قابلِ قدر ہیں، مگر اس کتاب کی اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر پوری کتاب کا لفظ بلفظ ترجمہ نہ سہی تو کم سے کم اس کا خلاصہ اور عطر اردو میں منتقل کردیا جائے تاکہ اس کی خوشبو سے اردو داں طبقہ بھی

اپنے مشامِ جاں کو معطر کر سکے، اللہ کا نام لیکر ترجمہ و تلخیص کا کام مدینہ یونیورسٹی میں طالب علمی کے زمانہ ہی سے شروع کر دیا پھر وہاں سے فراغت کے بعد جب دار العلوم سبیل السلام سے وابستہ ہوا تو تعلیمی و تدریسی مصروفیات اور انتظامیہ جامعہ کی طرف سے مفوضہ امور انجام دینے کے بعد جو تھوڑا بہت وقت ملتا اس میں بحمد للہ اس سلسلہ کو جاری رکھا، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہیچمداں کی بے بضاعتی اور عدیم الفرصتی کے باوجود اس کام کی تکمیل کرادی۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنفؒ نے مختلف عناوین قائم کر کے ان کے تحت پہلے قرآن کریم کی آیات جمع کیں پھر ان سے متعلق صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث سے مرفوع اور موقوف روایات ذکر کیں اور ان پر محدثانہ شان اور واعظانہ انداز سے گفتگو کی، انہوں نے بہت سی جگہ حدیثوں کی سند پر بھی فنی بحث کی جس سے اردو ترجمہ و تلخیص میں تطویل کے ڈر سے گریز کیا گیا، بیشتر مقامات پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی مفہوم کی کئی کئی روایات ذکر کی ہیں، ترجمہ میں اصح ترین روایت یا کسی ایک تفصیلی روایت پر بوجہ اختصار اکتفا کیا گیا، قرآن کریم کی آیات میں یہ التزام کیا گیا کہ داہنی طرف آیات کو اعراب (حرکات و سکنات) لگا کر لکھا گیا اور اس کے بالمقابل اردو ترجمہ لکھ دیا گیا تا کہ پڑھنے میں سہولت ہو، اسی طرح صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات کو بھی داہنی طرف اور ان کا ترجمہ بالمقابل لکھا گیا، بقیہ کتب احادیث کی روایات کا یا تو صرف ترجمہ ذکر کر دیا گیا، یا ان کا مفہوم بیان کر دیا گیا، البتہ اس بات کی پوری کوشش کی گئی کہ جو آیت یا حدیث یا اس

کا مفہوم اس کتاب میں آئے اس کا مختصر حوالہ ذکر کیا جائے، میرے سامنے ترجمہ کے لئے اصل کتاب کا جو نسخہ رہا ہے وہ ''دار المعرفۃ، بیروت لبنان'' کا چھپا ہوا ہے اس نسخہ میں قرآنی آیات پر اعراب، ان کا حوالہ اور احادیث کی تخریج کا کام دو ممتاز عرب عالم عبد الرحمٰن الاذقی اور حیات شیخا الاذقی نے انجام دیا ہے، ترجمہ میں ان کے دئے گئے حوالوں اور احادیث کی تخریج کو بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے، بہر حال اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ متوازن اختصار و تلخیص کے ساتھ منصفؒ کی جمع کردہ معلومات، ان کا جذبہ دُروں، ان کا پیغام اور مقصدِ کتاب لوگوں تک پہونچا دیا جائے، تا کہ ان میں جنت کا شوق اور ولولہ پیدا ہو، جہنم سے بچنے کی فکر ہو، دل پر رقت اور خشیت کا غلبہ ہو، مادہ پرستی اور دنیا طلبی سے دوری ہو، اور خوشی و غم میں اعتدال و توازن، صبر و استقامت اور تشکر و امتنان کی زندگی گذارنے کی عادت ہو۔

ہر رنگ میں راضی بہ رضا ہو تو مزہ دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

اپنی ادنی سی اس کاوش کی تکمیل پر سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں جس کے فضل و کرم اور بے پایاں رحمت کی بنا پر یہ عاجز اس کتاب کا ترجمہ کر سکا، پھر اپنے والد مرحوم اور والدہ محترمہ (اطال اللہ بقاء ھا) کے لئے دنیا و آخرت میں رفع درجات کی دعا کرتا ہوں کہ ان کی تادیب و تربیت کے نتیجہ میں مجھے علمِ دین کی نسبت حاصل ہوئی، اس کے بعد برادر معظم جناب نجم الحسن صاحب اور برادرِ مکرم جناب شمس الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی خصوصی دلچسپی اور مالی تعاون سے میرے لئے حصولِ تعلیم کا مرحلہ طے ہو سکا، فجزا ھما اللہ خیر الجزاء۔ اسی طرح اپنے اساتذہ کرام اور جملہ محسنین خاص طور پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی

ندوی مدظلہم العالی (ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) اور حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی دامت برکاتہم (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ وایڈیٹر عربی ماہنامہ ''البعث الاسلامی'' لکھنؤ) کے لئے دعاگوں جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی اور اپنے علم وفن کے سرچشموں سے خوب خوب استفادہ کا موقع دیا، حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی دامت برکاتہم (استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد) بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مسودہ پر نظر ثانی فرمائی اور اس کے نوک و پلک کو درست کیا۔ اسی طرح میں محترم مولانا محمد احسان صاحب سبیلی کی دل سے قدر کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے کمپوزنگ وغیرہ کا کام بحسن وخوبی انجام دیا، فجزاھما اللّٰہ خیر الجزاء۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد اور اس کے بانی وناظم حضرت مولانا محمد رضوان القاسمی دامت برکاتہم کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، جنہوں نے نہ صرف یہ کہ اس کی اشاعت کا ذمہ لیکر مجھ ادنی طالب علم کی ہمت افزائی کی بلکہ اس کتاب پر ''پیش لفظ'' لکھ کر ایک عظیم احسان فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ جب سے میں دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد سے وابستہ ہوا (۱۹۹۹ء) اس وقت سے اب تک ان سے بہت کچھ سیکھا ہے، سیکھ رہا ہوں اور زندگی نے وفا کی تو ان شاء اللہ سیکھتا رہوں گا، وہ میرے اگرچہ رسمی استاذ نہیں ہے، مگر ہمیشہ مشفق استاذ اور محسن مربی کی طرح مختلف حیثیتوں سے میری اصلاح فرماتے رہے اور اپنے تعلیمی، علمی، عملی اور زندگی کے مختلف تجربات، مشاہدات اور احساسات سے استفادہ کا موقع دیتے رہے۔

اللہ جزائے خیر دے محترم جناب سلمان صاحب (مقیم دبئی) کو جن کی

خصوصی عنایت اور تعاون سے یہ کتاب مرحلہ طباعت طے کرسکی، میں دل کی گہرائی سے ان کا شکر گزار ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کو دنیا و آخرت کی ترقیات سے نوازے، ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ رکھے، اور مکمل صحت و عافیت، حسنِ عمل اور خوشحالی و فراخی کے ساتھ ان کی زندگی میں برکت دے آمین۔

اخیر میں قارئین سے گذارش ہے کہ اگر ترجمہ کتاب میں کہیں کوئی کوتاہی یا نقص نظر آئے تو اسے بشریت کے ناطے مترجم کی تقصیر سمجھ کر اس سے مطلع کردیں، تاکہ آئندہ اس کی تلافی ہوسکے، اور اگر اس میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے اللہ کا فضل پھر مصنفِ کتاب (علامہ ابن قیمؒ) کے اخلاص وللّٰہیت کی برکت سمجھیں، اور دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنفؒ، مترجم اور قارئین سب کے لئے بہر طور مفید و نافع بنائے اور آخرت میں مغفرت و رفع درجات کا سبب بنائے آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

خورشید انور ندوی مدنی
(استاذ تفسیر وادب عربی دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد)

دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد
۱۴۲۴/۷/۱۳ھ
۲۰۰۳/۹/۱ء

کچھ مصنفؒ کے بارے میں

نام، لقب کنیت اور مختصر نسب:

شمس الدین (لقب) ابوعبداللہ (کنیت) محمد (نام) بن ابوبکر بن ایوب بن سعد بن حریز الزرعی الدمشقی۔

مشہور نام:

ابن قیم الجوزیۃ، آپ اس نام سے اس لئے مشہور ہوئے کیوں کہ آپ کے والد محترم ابوبکر بن ایوب ''مدرسہ جوزیہ'' کے نگراں و ذمہ دار تھے، ''قیم'' عربی لفظ ہے جس کے معنی نگراں کے ہیں، اس مدرسہ کو علامہ محی الدین ابوالمحاسن یوسف بن عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی (متوفی ۶۵۶ھ) نے ۶۵۲ھ میں قائم فرمایا تھا،

سنہ و جائے پیدائش:

علامہ ابن القیمؒ کی پیدائش ۷ رصفر ۶۹۱ھ کو ''حوران'' کی ایک بستی ''زرع'' میں ہوئی جو شہر دمشق سے مشرقی جانب ۵۵ میل دور ہے۔

دمشق منتقلی اور حصول تعلیم:

کچھ عرصہ بعد آپ حوران سے دمشق آئے، اور پوری محنت لگن اور دلچسپی کے ساتھ حصولِ تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

اساتذہ:

آپ نے اپنے زمانہ کے بلند پایہ اصحابِ علم وفضل اور ماہرین آداب وفنون سے کسبِ فیض کیا جن میں قابل ذکر یہ ہیں:

۱۔ شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۸ھ)، ابن قیمؒ نے ان سے نہ صرف اصول اور فقہ میں استفادہ کیا بلکہ ان سے شدید محبت وعقیدت کی بنا پر مختلف آزمائشی مراحل میں ان کا ساتھ دیا، یہاں تک کہ جب بعض نظریاتی وعقائدی تنازع کی وجہ سے جیل میں ڈالے گئے تو ابن قیمؒ علیہ الرحمہ نے وہاں بھی ان کی رفاقت نبھائی۔

۲۔ خود ان کے والد بزرگوار جناب ابوبکر بن ایوب علیہ الرحمہ، ان سے علم الفرائض (ترکہ کی تقسیم کا علم) حاصل کیا، ان کے والد بڑے پایہ کے عالم تھے، خاص طور پر علم الفرائض میں بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بقول وہ بڑے عبادت گذار اور تکلفات سے نہایت دور تھے، ان کی وفات ۷۲۳ھ میں ہوئی۔

۳۔ حدیث کا علم آپ نے شہاب النابلسی، قاضی تقی الدین بن سلیمان، ابوبکر بن عبد الدائم، عیسی المطعم، اسماعیل بن مکتوم اور فاطمہ بنت جوہر وغیرہ سے حاصل کیا۔

۴۔ عربی زبان وادب کے سلسلہ میں ابو الفتح البعلی اور شیخ مجد الدین تونسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

تلامذہ:

علامہ ابن القیم علیہ الرحمہ کے چشمۂ علم وفضل سے بے شمار تشنگانِ علم ودین نے سیرابی حاصل کی، اور وہ اس آفتاب علمی کی کرنوں سے فیضیاب ہو کر علوم وفنون کے

افق پر اپنے اپنے زمانہ میں روشن ستارے بن کر چمکے، ان میں سے چند مشہور ترین شاگرد یہ ہیں:

۱۔ الامام الحافظ زین الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب البغدادی ثم الدمشقیؒ، انہوں نے حدیث، فقہ اور تاریخ میں بڑی مفید اور گرانقدر کتابیں لکھیں، ان کی وفات ۷۹۵ھ میں ہوئی۔

۲۔ حافظ عماد الدین بن عمر بن کثیر البصری ثم الدمشقیؒ، جو ''تفسیر القرآن العظیم'' المعروف ب ''تفسیر ابن کثیر'' اور ''البدایۃ والنہایۃ'' جیسی عظیم کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی وفات ۷۷۴ھ میں ہوئی۔

۳۔ حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد المعروف بابن قدامہ المقدسی الحنبلی علیہ الرحمۃ، وہ بھی حدیث وعلوم حدیث سے بڑا اشتغال رکھتے تھے، عظیم مصنف تھے ۷۴۴ھ میں وفات ہوئی،

۴۔ علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبد القادر النابلسی الحنبلی علیہ الرحمۃ (م ۷۹۷ھ)۔

۵، ۶۔ آپ کے شاگردوں میں خود آپ کے فرزند ابراہیم اور عبداللہ ہیں، انہوں نے فقہ اور عربی علوم وآداب میں آپ سے استفادہ کیا، اور والد بزرگوار کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر مدرسہ ''صدریہ'' میں تدریسی فرائض انجام دئے۔

تصانیف:

علامہ ابن القیم علیہ الرحمۃ کا اسلوبِ نگارش بڑا علمی، سنجیدہ اور پر وقار ہونے کے ساتھ ساتھ ادب و بلاغت کی چاشنی اور تعبیرات کی دلآویزی لئے ہوئے ہے، ان کی زبان سادہ اور عام فہم ہونے کے باوجود بڑی طاقتور اور مؤثر

ہوتی ہے، ان کی زیادہ تر تحریریں ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا صحیح مصداق ہیں، زیادہ تر تصانیف پر علمیّت کی چھاپ اور محدثانہ رنگ غالب ہے، مثالوں اور محاورات کے ذریعہ معنوی چیزوں کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ وہ عقل وتصور کے نہایت قریب ہو جاتی ہیں اور محسوسات کی طرح یقینی معلوم ہوتی ہیں، انہوں نے حدیث، سیرت، تاریخ، مناظرہ، فرق باطلہ اور اکثر علوم وفنون میں نہایت مفید اور معلومات سے لبریز تالیفات رقم فرمائی ہیں، ان کی زیادہ تر تحریریں جہاں اخلاقیات اور معاشرتی اصلاح سے متعلق ہیں وہیں ان تمام فرقوں تنظیموں اور جماعتوں پر نشتر لگاتی ہیں جو ان کی تحقیق کے مطابق دین مستقیم کی راہ اعتدال سے منحرف ہوگئی ہیں۔ تصوف کی مخالفت کے باوجود ان کی کتابوں سے ان مقاصد واغراض کی اہمیت جھلکتی ہے جو تصوف کے بنیادی اجزاء ہیں، انہوں نے ساٹھ سے زائد کتابیں لکھیں، جن میں بعض مطوّل، بعض متوسط اور بعض مختصر ہیں، ذیل میں ہم ان کی چند اہم مشہور کتابوں کا ذکر اجمالاً فن وار کرتے ہیں۔

۱۔ فقہ اور اصول فقہ میں ''اعلام الموقعين عن رب العالمين''، ''الطرق الحكمية فى السياسة الشرعية''، ''اغاثة اللهفان فى مكائد الشيطان''، ''تحفة المودود فى احكام المولود''، ''احكام أهل الذمة'' اور ''الفروسية'' وغیرہ۔

۲۔ حدیث اور سیرت میں ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ''تهذيب سنن ابى داود و ايضاح علله و مشكلاته'' اور ''زاد المعاد فى هدى خير العباد'' ہے۔

۳۔ عقائد وفرق سے متعلق ان کی تصنیفات یہ ہیں ''اجتماع الجيوش الاسلامية على غزو المعطلة والجهمية''، ''الصواعق

المرسلة على الجهمية والمعطلة " ، " شفاء العليل فی مسائل القضاء والقدر والحكمة والتعليل " ، " هداية الحيارىٰ من اليهود والنصارىٰ " ،اورزیرِ نظر ترجمہ کی اصل کتاب ''حادی الارواح الی بلاد الافراح ''،اس کے علاوہ ''کتاب الروح '' بھی ان کی اس فن میں ایک مہتم بالشان تصنیف ہے۔

۴۔ زہد وتقویٰ اور اخلاقیات ومواعظ میں انہوں نے'' مدارج السالکین''، ''عدة الصابرين و ذخيرة الشاكرين''،'' الداء والدواء " ، " الوابل الصيّب من الكلم الطيّب " ،وغیرہ تصنیف فرمائیں۔

۵ ۔ متفرق علوم میں''التبيان فی اقسام القرآن " ، " بدائع الفوائد''،''الفوائد''،'' جلاء الافهام فی الصلاة والسلام على خير الانام''،'' روضة المحبين " ، "طريق الهجرتين و باب السعادتين " ، " مفتاح دارالسعادة " اور بہت سی نفع بخش تصانیف یادگار چھوڑیں۔

علمی مقام:

اوپر جن تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے اس سے یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں کہ علامہ ابن القیم علیہ الرحمہ کا علمی مقام کتنا اونچا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف النوع علوم وفنون اور آداب سے کتنا نوازا تھا؟ یہی وجہ ہے کہ بے شمار اصحاب علم وفضل اور اہلِ قلم نے ان کی شان میں اچھے خیالات کا اظہار کیا اور ان کی علمیت اور فضل وکمال کا دل کھول کر اعتراف کیا۔ علامہ ذہبیؒ نے ان کے بارے میں فرمایا: '' آپ حدیث، متون حدیث اور بعض رجال حدیث پر بڑی توجہ دیتے تھے، فقہ سے بھی

زمین میں پہونچ گیا ہو جہاں ظلمت ہی ظلمت ہے، تاریکی ہی تاریکی ہے، بھیانک گڑھے اور حد درجہ تکلیف اور اذیت سے بھرے ہوئے مقامات ہیں، اب فیصلہ انسان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ انبیاء کی بتائی ہوئی راہوں اور لائی ہوئی کتابوں پر چل کر جنت میں اپنا مقام بناتا ہے یا دوزخ میں، یعنی ؎

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ایک اہم ترین موضوع پر اہم ترین شخصیت کی اہم ترین کتاب ہے، اس موضوع پر چھوٹی بڑی مختلف کتابیں لکھی گئی ہیں، مگر جس کمال وتمام، علم وتحقیق، باخبری اور واقفیت کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے اس سے مصنف (علامہ ابن قیمؒ الجوزیہؒ) کے اونچے مقام ومرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے، پھر یہ کہ تحریر کا انداز، اس کی ترتیب اس قدر دلکش، جاذب نظر اور روحانیت سے لبریز ہے کہ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا محاورہ صادق آتا ہے، ضرورت تھی کہ علم ومعرفت سے لبریز اس کتاب کو اردو کا پیرہن دیا جائے، محترم مولانا خورشید انور ندوی مدنی (استاذ تفسیر وحدیث وادب عربی دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد) نے اسے محسوس کیا اور نہایت قابلیت اور صلاحیت سے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ وتلخیص کیا، مولانا عالمِ اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورۃ (مدینہ یونیورسٹی) جیسی عظیم اسلامی درسگاہ سے بھی پانچ سال تک مسلسل کسبِ فیض کیا ہے، ان دونوں عالی نسبتوں نے ان کے اندر علوِ ہمت پیدا کیا، اور پوری مستعدی، دلچسپی اور محنت کے ساتھ اس ضخیم کتاب کا ترجمہ کیا، ''جنت'' کے موضوع کی طرف ان کی رغبت ان کی صالحیت کی دلیل ہے، اور شستہ، شگفتہ، اور برجستہ ترجمہ سے ان کی صلاحیت کی غمازی ہوتی

اسلاف کے مسالک سے خوب اچھی طرح واقف تھے"۔

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "وہ صحیح دلائل کا التزام کرتے، اوران پر عمل کرنے کو پسند کرتے تھے، محض رائے پر تکیہ نہ کرتے، وہ حق کا اعلان کرنے والے تھے اوراس سلسلہ میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے"

الغرض جن لوگوں نے بھی آپ کی زندگی اور سوانح کے متعلق لکھا ہے تقریبا سبھی نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا جس سے علم وعمل، تصنیف وتالیف اور دوسرے فنون میں آپ کے اونچے مقام کا پتہ چلتا ہے۔

وفات:

علم ومعرفت کا یہ آفتاب برابر اپنی ضیا پاش کرنوں سے جہالت وخرافات کی تاریکیاں دور کرتا رہا یہاں تک کہ ۲۳ رجب ۱۲۵۰ھ بروز پنجشنبہ عشاء کے وقت لوگوں سے اوجھل ہوگیا، دوسرے دن دمشق کی جامع مسجد میں آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور دمشق کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ (۱)

---

(۱) مصنفؒ کی زندگی کا یہ اجمالی خاکہ ان کی معرکۃ الآراء کتاب "زاد المعاد فی هدی خیر العباد" مطبوعہ مکتبۃ المنار الاسلامیہ، کویت کے شروع میں ناشر کی طرف سے پیش کی گئی مختصر مگر جامع معلومات سے لیا گیا ہے۔

اشتغال رکھتے تھے اور عمدہ طریقہ سے اس کے مسائل کی تبیین وتوضیح کرتے تھے، نحو کے اندر بھی درایت حاصل تھی، کتاب وسنت سے خاص شغف تھا، آپ نے علم کی نشر واشاعت کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیرؒ ان کے علم وعمل، فضل وکمال اور ذوقِ عبادت کو اس طرح سراہتے ہیں:

''متعدد علوم خاص طور پر علم تفسیر وعلم حدیث میں بڑا کمال پیدا کیا، اور جب ابن تیمیہؒ ۷۱۲ھ کو مصر سے واپس ہوئے تو ان کا دامن ان کی وفات تک مضبوطی کے ساتھ تھامے رہے، اور ان سے بہت زیادہ علم حاصل کیا، ان سے پہلے جو ان کا علمی اشتغال تھا وہ الگ رہا، چنانچہ بہت سے فنون میں وہ یکتائے روزگار بن گئے، وہ دن ورات طلب علم اور تضرع والحاح میں میں لگے رہتے، وہ اچھے قاری اور بڑے اخلاق مند تھے، لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آتے، کسی سے نہ حسد کرتے نہ اسے تکلیف پہونچاتے، اور نہ کسی سے کینہ رکھتے، اور میں اس وقت کسی کو نہیں جانتا جو ان سے زیادہ عبادت کرنے والا ہو''۔

قاضی برھان الدین الزرعی نے فرمایا:

''اس آسمان کے نیچے کوئی ایسا شخص نہیں جو ان سے زیادہ وسیع علم والا ہو، انہوں نے مدرسہ ''صدریہ'' میں فرائض تدریس اور مدرسہ جوزیہ میں امور امامت انجام دئے، انہوں نے مختلف فنون میں بہت زیادہ کتابیں لکھیں، آپ کو علم، مطالعہ، تصنیف وتالیف اور کتابوں کا ذخیرہ جمع کرنے سے بڑا لگاؤ تھا، آپ نے اپنے پاس اتنی کتابیں جمع کر لی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں پائی جاتی تھیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''آپ مضبوط دل والے، اور وسیع العلم تھے، آپ اختلافی مسائل اور

اور عظیم کام کے لئے پیدا فرمایا اور وہ ہے اس کی عبادت اور رضا جوئی، اس نے لوگوں کے لئے دو ٹھکانے پیدا کئے، ایک جنت جس کو اس نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کیا ہے، دوسرا جہنم جس میں کفار و مشرکین اور فاسق و فاجر اپنی سزا بھگتنے کے لئے جائیں گے۔ اعاذ نا الله منها۔

ہر قسم کی مدرح سزاوار ہے اس اللہ کے لئے جو اپنے بندوں سے تھوڑے سے عملِ نیک پر بھی خوش ہو جاتا ہے اور ان کی بے شمار خطاؤں اور لغزشوں سے درگذر کرتا ہے، اور جس نے اپنے یہاں نوشتہ میں لکھ رکھا ہے کہ اس کی رحمت کا پہلو غصہ کے پہلو پر غالب ہے، اس نے اپنے تمام بندوں کو عمومیت کے ساتھ اور بلا تفریق و تمیز سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف دعوت دی، تاکہ اس کے عدل و انصاف کا مظاہرہ ہو، اور پھر جس کو چاہا اپنے فضل و کرم سے اس کو اس دعوت کے قبول کرنے اور جنت والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور وحی و رسالت کے پہونچانے میں اس کے امین ہیں، اور اس کی تمام مخلوقات میں سب سے بہتر اور افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو سارے جہاں کے لئے رحمت، راہِ سلوک طے کرنے والوں اور میدانِ عمل کے شہسواروں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ بنا کر بھیجا، آپؐ ایمان و یقین کے نقیب، راہِ جنت کے رہبر، کتاب الٰہی (قرآن) کو پڑھ پڑھ کر سنانے والے، نیکیوں کا حکم دینے والے اور منکرات سے منع کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اس وقت مبعوث کیا جب کہ سابقہ انبیاء کی آمد پر ایک عرصہ بیت چکا تھا، اور لوگ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، اللہ نے ان کے ذریعہ بنی نوع انسان کو سیدھے راستہ

مصنفؒ کا تحریر کردہ مقدمۂ کتاب

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے جنت الفردوس کو اپنے بندوں کے اعزاز واکرام کے لئے پیدا فرمایا، اور ان کو اس کے حصول کے لئے نیک اعمال کی توفیق بخشی، اللہ نے اس جنت کو لوگوں کے پیدا کرنے سے پہلے وجود بخشا، اور اس کو ان اعمال پر موقوف کر دیا جن کی ادائیگی میں نفس مشقت محسوس کرتا ہے، اس نے اپنے بندوں کو دنیا میں ابتلا وآزمائش کے لئے بھیجا، اور جنت میں داخلہ کے لئے قیامت کا دن مقرر کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ایسی ایسی نعمتیں ودیعت فرمائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے، مگر ان کو اس قدر واضح انداز میں ذکر کر دیا ہے کہ اللہ کے نیک بندے اس کو بصارت سے نہیں تو چشمِ بصیرت سے ضرور دیکھ سکتے ہیں، پھر اس کی خوشخبری ایسے رسول ﷺ کے ذریعہ دی جو افضل البشر، خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہیں۔

حمد وثنا کا مستحق وہی اللہ ہے جس نے تمام آسمان وزمین کو پیدا کیا، فرشتوں کو نبیوں تک وحی پہونچانے کے لئے اپنا قاصد بنایا، اور رسولوں کو اطاعت گذاروں کے لئے ''مبشّر'' اور نافرمانوں کے لئے ''منذر'' بنا کر بھیجا، تاکہ لوگوں کو اللہ کے سامنے کہنے کے لئے کوئی حجت اور عذر باقی نہ رہے، کیوں کہ اللہ نے ان کو یونہی بیکار اور بلا مقصد نہیں پیدا کیا بلکہ ان کو بہت بڑے مقصد

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ إِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
(الانفال:۴۲)

تاکہ جسے ہلاک ہونا ہو وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ قیام حجت کے بعد زندہ رہے، اور بے شک خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اما بعد!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو یونہی بلا مقصد نہیں پیدا کیا، بلکہ اسے ایک عظیم ذمہ داری اور اس بارِ امانت کو اٹھانے اور انجام دینے کے لئے وجود بخشا ہے جس سے تمام آسمان وزمین اور پہاڑ عاجز آ گئے تھے اور انہوں نے اپنی درماندگی کا اظہار کر دیا تھا، مگر انسان نے اپنی فطری کمزوری اور اعضاء وجوارح کے اعتبار سے ایک ضعیف مخلوق اور اپنی طبیعت ومزاج کے پہلو سے ''ظلوم و جھول'' ہونے کے باوجود اس عظیم امانت کا بار اپنے کندھوں پر اٹھایا، اس کے بعد کچھ مردانِ باصفا ایسے نکلے جنہوں نے ان فرائض وواجبات اور ذمہ داریوں کو مکمل طریقہ سے نبھایا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کی تھیں، اور اس طرح وہ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہوئے، مگر اکثریت ایسے لوگوں کی رہی جنہوں نے یا تو اس ذمہ داری کو سرے سے ادا ہی نہیں کیا یا اس میں بہت زیادہ کوتاہی کی، انہوں نے اپنے رب کو پہچانا نہیں، نہ اپنے مقصدِ تخلیق سے واقف رہے، آج بھی بیشتر لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے اس فانی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے، ان کی زندگی چوپایوں اور مویشیوں کی طرح صرف کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں گذر رہی ہے، عقل پر غفلت ونسیان کا پردہ پڑا ہوا ہے، وہ آرزوؤں اور امیدوں کے خول میں بند ہیں، دنیاوی منافع ومصالح ان کو بہت عزیز ہیں اور ثواب وآخرت سے نہایت بیزار ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پورے طور پر صادق آتا ہے:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ	یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں، اور آخرت سے متعلق غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

(الروم:۷)

وہ خود فراموشی و خدا فراموشی میں مبتلا ہیں، ان کا یہ رویہ قابل عبرت ہے، اور اہلِ ایمان کو اس سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ	اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا، یہی لوگ تو نافرمان ہیں۔

(الحشر:۱۹)

سخت تعجب تو ان لوگوں کی غفلت پر ہے جن کی زندگی کی چند گھڑیاں رہ گئی ہوں، اور سانس کا یہ حال ہو کہ اب رکا تب رکا، شب و روز کے دوش پر ان کو تیز رفتاری کے ساتھ نامعلوم جگہ لے جایا جا رہا ہو مگر ان کو ذرہ برابر اس کا احساس نہ ہو، یہاں تک کہ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ پریشان و متفکر ہو جاتے ہیں، اس لئے نہیں کہ انہیں اپنی جرم و معصیت والی زندگی پر افسوس ہو رہا ہو بلکہ انہیں یہ احساس ستاتا ہے کہ اب دنیا کی لذتیں اور یہاں کا عیش و آرام چھوٹ رہا ہے، اور کبھی اتفاق سے ان کے دل میں یہ خیال آتا بھی ہے کہ ہمیں اللہ کی اطاعت و بندگی کرنے اور گناہ و معصیت سے بچنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو وہ اس خیال کو یہ کہہ کر جھٹک دیتے ہیں کہ اللہ غفور رحیم (بہت زیادہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا) ہے حالاں کہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ساتھ شدید العقاب (سخت سزا دینے والا) بھی ہے، اور اس کا عذاب بڑا دردناک ہے۔

اس کے بالمقابل اللہ کے باتوفیق بندے ہیں، جو اپنے مقصدِ تخلیق سے بخوبی واقف ہیں، وہ جنت کی طلب میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہیں، انہیں منظور نہیں کہ ایسی نعمتوں کا سودا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال گذرا ہے ان نعمتوں کا سودا ایسی حقیر و فانی دنیا سے کریں جو پراگندہ خواب اور منتشر خیال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی، وہ اگر ایک بار ہنساتی ہے تو سو بار رلاتی ہے، ایک دن اگر خوشی کا لاتی ہے تو کئی مہینے غم واندوہ کے پیش کرتی ہے، اس کے غم و آلام اس کی لذت و مسرت سے کہیں زیادہ ہیں، اس لئے بڑی حیرت اور سخت تعجب ہے اس ''عاقل نما'' بے وقوف پر جو اس کے باوجود خسیس فانی چیز کو نفیس باقی رہنے والی چیز پر ترجیح دیتا ہے، اور اس جنت کو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اس تنگ قید خانہ کے بدلہ بیچ دیتا ہے جو مصائب و آلام سے بھرا ہوا ہے، اور جنت کی ابدی لافانی نعمتوں کو یہاں کی متاع قلیل کے بدلہ خیر باد کہنا چاہتا ہے۔

مگر اس عظیم نقصان کا احساس قیامت کے دن ہی ہوگا، جس دن مجرمین حسرت وندامت کی وجہ سے کف افسوس ملیں گے، اس دن پرہیزگاروں کو خدائے رحمٰن کے یہاں مہمان بنا کر جمع کیا جائے گا اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکا جائے گا، اور ندا لگانے والا مطیع وفرماں برداروں کے بارے میں برسرعام اعلان کرے گا کہ یہ ہیں اللہ کے خاص انعام واکرام کے مستحق بندے، یہ جنت کے وارث ہیں وہ جنت کے باغات میں گھومتے پھریں گے، اور مسہریوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، حور وغلمان سے لطف اندوز ہوں گے اور قسم قسم کے پھلوں کے مزے لیں گے، اسی طرح کی نوع بنوع نعمتوں کی طرف شارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّايُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّايَتَخَيَّرُوْنَ، وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ، وَ حُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(الواقعة: ۱۷۔۲۴)

ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے لئے پھریں گے آبخورے، کوزے اور بہتی ہوئی شراب سے لبریز جام، جس سے نہ ان کو دردسر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا، اور میوے جن کو وہ پسند کریں، اور پرندوں کا گوشت جو انہیں مرغوب ہو، (اور وہاں جنت میں) گوری بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی، یہ سب ان کے عمل کے صلہ میں ملے گا،

دوسری جگہ فرمایا:

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ وَّ فِيْهَا مَاتَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ

(الزخرف :۷۱)

ان کے پاس سونے کی رکابیاں لائی جائیں گی اور گلاس (بھی) اور وہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کا جی چاہے گا، اور جس سے آنکھوں کو لذت ملے گی، اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔

اس جنت کی بولی تو اس دنیا میں بھی لگائی گئی، مگر افسوس صد افسوس چند برگزیدہ بندوں کے سوا اس کی طرف کسی نے دھیان نہ دیا، اور بڑا تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس کے طالب ہیں مگر انہوں نے اس کی مہر (اعمال صالحہ) کا بندوبست نہیں کیا ہے، انہوں نے اس کی نعمتوں اور راحتوں کے بارے میں بہت کچھ سن لیا ہے مگر غفلت کی زندگی چھوڑنے کو تیار نہیں.....

میں نے اس کتاب کی جمع وترتیب میں (بحمداللہ) بڑی محنت کی اور اس کو مختلف ابواب وفصول میں منقسم کیا، یہ کتاب ٹوٹے دلوں کے لئے درد کا درماں اور غم کے ماروں کے لئے باعث تسلی ہے، اس میں جہاں قرآنی آیات، مرفوع احادیث، اور موقوف آثار صحابہؓ کا گرانقدر ذخیرہ ہے وہیں لطیف نکتوں، علمی فوائد، تفسیری اسرار و رموز، اور اسلامی عقائد سے متعلق قیمتی معلومات کا وہ سرمایہ ہے جو شاید اتنی وسعت اور قوت کے ساتھ کسی اور کتاب میں یکجا نہ ملے، جن کو پڑھ کر قاریِ کتاب کے دل میں جنت کا شوق اور اس کے حصول کے لئے جدوجہد کا ولولہ پیدا ہوتا ہے، اس کو ذرہ برابر اکتاہٹ، تعب اور تھکن لاحق نہیں ہوتی، وہ مزے لے لے کر اس کو پڑھتا ہے اور اس کے سامنے جنت کا نقشہ اس طرح آجاتا ہے گویا وہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔

میں نے اس کتاب کا نام ''حادی الارواح الی بلاد الافراح'' (روحوں کو خوشی ومسرت کے شہر (جنت) کی طرف حدی خوانی کے ذریعہ کھینچ کر لے جانے والی کتاب) رکھا، یہ نام اس کتاب کے مشتملات اور معنویت پر پوری طرح صادق آتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کتاب کو لکھنے کے پیچھے میرا کیا مقصد ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے دل وزبان اور اس کی نیت سے واقف ہے، میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے میرا مقصد اہلِ سنت والجماعۃ کو اس بات کی خوشخبری سنانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں اعزاز و اکرام کا کیا کیا سامان تیار کر رکھا ہے، دراصل وہی دنیا وآخرت میں اللہ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کے مستحق ہیں، کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مکمل پیروی کرتے ہیں، اور اس سلسلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے، اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت اور سنت پر کسی کی رائے یا سیاسی مصلحت کو ترجیح نہیں دیتے۔

اگر اس کتاب میں کوئی فائدہ نظر آئے تو وہ آپ کا حصہ ہے اور اس میں کہیں نقصان محسوس ہو تو وہ مؤلف کے کھاتے میں ڈال دیا جائے، اس میں جو کچھ درست اور صحیح بات ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور جو خطا اور کوتاہی ہو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بریٔ الذمہ ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو خالص اپنے لئے قبول فرمائے، اس کے مؤلف، قاری اور کاتب کو نعمتوں سے بھرپور جنت سے قریب کرے، اس کو اس کے حق میں حجت بنائے نہ کہ اس کے خلاف، اور جہاں تک یہ کتاب پہونچے اس کو نافع ومفید بنائے آمین، بے شک وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

کیا جنت اس وقت موجود ہے؟

تمام صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثین وفقہائے اسلام اور اہلِ تصوف کا عقیدہ ہے کہ جنت اس وقت موجود ہے، اس عقیدہ کا ثبوت کتاب وسنت کے بیشمار نصوص سے ہوتا ہے، اس کے علاوہ سارے انبیاء اور رسولوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اسی عقیدہ کو پھیلایا اور اسی کی طرف دعوت دی ہے۔

ساری امت متفقہ طور پر اس عقیدہ کو تسلیم کرتی چلی آرہی تھی کہ قدریہ اور معتزلہ جیسے گمراہ فرقے وجود میں آئے جنھوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ جنت ابھی پیدا نہیں کی گئی۔ ابھی اس کا کوئی وجود نہیں بلکہ روزِ قیامت اللہ اس کو پیدا کرے گا۔ انہوں نے اپنے اس باطل عقیدہ کی بنیاد اس پر رکھی کہ جنت درحقیقت صالحین کے لئے بطور جزا وانعام کے ہے۔ اور قیامت سے پہلے کسی قسم کے جزا اور بدلہ کا تصور محال ہے۔ اور جزا سے پہلے جنت کا پیدا کرنا (نعوذ باللہ) ایک عبث کام ہے۔ کیوں کہ اس کو اگر ابھی پیدا کر دیا گیا تو ایک لمبی مدت تک وہ معطل پڑی رہے گی۔

گویا ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی اس کے بندوں کی طرح نعوذ باللہ کسی ''شریعت'' کا پابند ہے جس کے مطابق اس کو فلاں کام کرنا چاہئے اور فلاں کام نہیں۔ انہوں نے اللہ کے افعال کو بندوں کے افعال سے تشبیہ دی اور نصوصِ شرعیہ کو چھوڑ کر محض اپنی عقل کو حَکَم بنایا۔ چنانچہ کتاب وسنت کے نصوص اگر ان کے عقلی دلائل سے متعارض یا ان کے اپنے وضع کردہ اصول سے متصادم نظر آئے تو یا تو بالکلیۃ ان کو

رد کر دیا یا ان کو تحریف و تاویلِ فاسد کا نشانہ بنایا۔ اور جس کسی نے ان کی مخالفت کی تو اس کو بدعتی، گمراہ اور صحیح راستہ سے منحرف قرار دیا۔

بہر حال سلف صالحین اور اہلِ حق علماء یہی کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں کہ جنت اور دوزخ اللہ کی طرف سے پیدا کئے جا چکے ہیں۔ اور ہمیشہ اہلِ سنت والجماعۃ کا یہی عقیدہ رہا ہے۔

امام ابوالحسن اشعریؒ نے اپنی کتاب ''مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين'' میں بالتفصیل اہلِ سنت والجماعت کے عقائد ذکر کئے ہیں۔ ان عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا شدہ ہیں۔

اس سلسلہ میں اہلِ سنت والجماعت جو دلیلیں پیش کرتے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى۔
(النجم:۱۳۔۱۵)

اور انہوں نے اس (فرشتہ) کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب، اس کے پاس آرام سے رہنے کی بہشت ہے۔

حدیث سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کے موقع پر ''سدرۃ المنتہیٰ'' کو دیکھا اس کے بعد اپنی آنکھوں سے جنت کو دیکھا۔ صحیحین میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت مذکور ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے اسراء و معراج اور اپنے مشاہدات کی تفصیل بیان فرمائی ہے اس کے اخیر کا ٹکڑا یہ ہے:

ثم انطلق بی جبریل حتی أتی سدرة المنتهی ، فغشیها ألوان لاأدری ماهی قال: ثم دخلت الجنة فإذا فیها جنابذاللؤلؤ،وإذا ترابها المسك "

(بخاری کتاب الصلاۃ و مسلم کتاب الایمان .)

پھر حضرت جبرئیلؑ مجھکو "سدرۃ المنتہیٰ" (بیری کا درخت جو آخری حد پر ہے) تک لے گئے ۔تو اس پر ایسے رنگ چھا رہے تھے جن کی حقیقت میں نہیں جانتا، آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتی کے قبے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

جنت کے موجود ہونے کی دلیل حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت بھی ہے جس کو امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اپنی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ وہ روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن أحدكم إذا مات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ، إن كان من أهل الجنة فمن أهل الجنة ، و إن كان من أهل النار فمن أهل النار ، فیقال هذا مقعدك حتی یبعثك الله تعالیٰ یوم القیامة

(بخاری کتاب الجنائز ، باب المیت یعرض علیه مقعده بالغداة والعشی . مسلم ، کتاب الجنة . باب عرض مقعد المیت فی الجنة او النار علیه)

تم میں سے جب کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو (قبر میں) صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے تو جنت کا اور اہلِ دوزخ میں سے ہو تو دوزخ کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ روزِ قیامت دوبارہ اٹھائے جانے تک یہی تیرا ٹھکانہ ہے۔

اس کے علاوہ مسند احمد، مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں نکلے (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی) اس میں یہ بھی ہے'' آسمان سے ایک ندا لگانے والا ندا لگاتا ہے، کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ لہٰذا اس کے لئے جنت سے لاکر بستر بچھادو، اس کو جنت کے لباس پہنادو، اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولدو۔ فرمایا تو اس کے پاس اس کی خوشبو وغیرہ آتی رہتی ہے'' (۱) اور صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن العبد إذا وضع فی القبر و تولی عنه أصحابه و إنه ليسمع قرع نعالهم قال : فيأتيه ملكان فيقعد انه فيقولان له: ماكنت تقول فی هذا الرجل ؟ قال : فاما المؤمن فيقول : اشهد انه عبد الله و رسوله ۔ قال فيقولان له : انظر إلى مقعدك من النار ۔

بندے کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں، اس دوران وہ ان کی چپلوں کی آواز کو سنتا ہے۔ فرمایا اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بیٹھاتے ہیں، اور اس سے کہتے ہیں: تم اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ فرمایا۔ اگر وہ مؤمن ہو تو کہہ دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ فرمایا اس کے بعد وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں۔ تم جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ لو۔

---

(۱) مسند احمد ، مستدرك حاكم ۔

قد أبدلك الله به مقعداً من الجنة ۔ قال نبی الله ﷺ فیراهما جمیعاً۔

(بخاری کتاب الجنائز ۔ باب ماجاء فی عذاب القبر ،مسلم کتاب الجنة ۔ باب عرض مقعد المیت من الجنة اوالنار)

اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں تم کو جنت کا ٹھکانا عطا فرمایا ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔

صحیح ابوعوانہ اسفرایینی اور سنن ابوداود میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے:

ثم یفتح له باب من الجنة و باب من النار ۔ فیقال : هذا کان منزلك لو عصیت الله تعالیٰ أبدلك الله به هذا ۔ فإذا رأی مافی الجنة قال : رب عجل قیام الساعة ۔ کیما أرجع إلی أهلی و مالی ۔ فیقال : أسکن ۔

(ابو داود کتاب السنة باب فی المسألة ۔ فی القبر و عذاب القبر۔)

پھر اس کے لئے ایک دروازہ جنت کا اور ایک دروازہ دوزخ کا کھول دیا جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے اگر تم نافرمانی کرتے تو تمہارا ٹھکانہ یہ (دوزخ) ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلہ میں جنت کا ٹھکانہ عطا کردیا ہے۔ جب وہ جنت کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب جلد از جلد قیامت قائم کردیجئے تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کی طرف لوٹ جاؤں تو اس سے کہا جاتا ہے: سکون کے ساتھ ٹھہرے رہو۔

اور مسند بزار وغیرہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شرکت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اس امت کو اس کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔

''جب انسان کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کے متعلقین اس سے جدا ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوتا ہے وہ اس کو بیٹھاتا ہے اور کہتا ہے تم اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو اگر مرنے والا مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے اس سے کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ وہ فرشتے کہتے ہیں اگر تم اپنے رب کا انکار کرتے تو تمہارا ٹھکانہ یہی ہوتا، مگر چوں کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے ہو اس لئے تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔ اس کے بعد اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، وہ اٹھ کر تیزی سے جنت کی طرف لپکتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں ابھی ٹھہرے رہو۔''(۱)

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حیات رہنے کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا جس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے تقریر کی پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس قدر حمد و ثنا بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله تعالىٰ لا يخسفان لموت أحد ولا لحياته ، فإذا رأيتموهما فافزعوا إلى الصلاة (مسلم،كتاب الكسوف باب صلاة الكسوف)

یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گہن نہیں ہوتا جب تم سورج گہن یا چاند گہن دیکھو تو نماز کی طرف لپکو

---

(۱) الزوائد للبزار ، مسند احمد

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

رأيت في مقامي هذا كل شئي و عدتم ، حتى لقد رأيتني آخذ قطفا من الجنة حين رأيتموني أقدم ۔ و لقد رأيت جهنم يحطم بعضها بعضاً حين رأيتموني تأخرت ۔

(صحيح البخاري كتاب العمل في الصلاة)

میں نے اپنی اس جگہ پر وہ تمام چیزیں دیکھولیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں جنت کا خوشہ توڑلوں گا یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔

صحیحین میں ایک اور روایت آئی ہے ہم اس کو بخاری کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں سورج گرہن ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، (اس کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کی نماز کی پوری کیفیت بیان کی) اس کے بعد اس موقع پر آپ ﷺ کا دیا ہوا خطبہ اور آپؐ کے اور صحابہؓ کے درمیان ہونے والی گفتگو کو ان الفاظ میں بیان کیا:

إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله ، لا يخسفان لموت أحد و لالحياته ، فإذا رأيتم ذلك فاذكرو الله " فقالوا يا رسول الله ، رأيناك تناولت

بیشک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ۔ وہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے جب تم سورج یا چاند گہن دیکھو تو ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاؤ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ

شيئا فى مقامك ثم رأيناك تكعكعت فقال إنى رأيت الجنة وتناولت عنقودا ولوأصبته لأكلتم منه ما بقيت الدنيا ، و أريت النار فلم أر منظراً كاليوم قط افظع ، و رأيت أكثر أهلها النساء " قالوا بم يا رسول الله قال بكفرهن قيل : أيكفرن بالله قال يكفرن العشير و يكفرن الإحسان لوأحسنت إلىٰ احداهن الدهر كله ثم رأت منك شيئاً قالت ما رأيت منك خيراً قط

(بخاری، كتاب الكسوف باب صلاة الكسوف جماعة ۔ مسلم ، كتاب الكسوف باب ما عرض على النبى ﷺ فى صلاة الكسوف ۔)

کے رسولؐ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کوئی چیز لینی چاہی پھر دیکھا آپ پیچھے ہٹ گئے آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کو دیکھا اور ایک خوشہ لینا چاہا اگر میں اس کو لے لیتا تو تم اس سے ہمیشہ کھاتے رہتے جب تک یہ دنیا قائم رہتی، اس کے بعد مجھے دوزخ دکھلائی گئی، آج کی طرح ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، میں نے دیکھا دوزخ میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے صحابہؓ نے کہا ایسا کیوں اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے پوچھا گیا کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں اگر تم ان میں سے کسی پر زندگی بھر احسان کرو پھر اس کو تمہاری طرف سے کوئی بھی کمی نظر آجائے تو وہ کہے گی میں نے تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ کی روایت بھی اسی مضمون کی وارد ہوئی ہے کہ صلاۃ الکسوف کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

قد دنت منی الجنة حتی لواجترأت علیها لجئتکم بقطاف من قطافها و دنت منی النار حتی قلت ای رب ، و أنامعهم فإذاامرأة حسبت أنه قال تخدشها هرة قلت ماشأن هذه ؟ قالوا جستها حتی ماتت جوعاً ، لاأطعمتها ولا أرسلتها تأکل ۔
(بخاری کتاب الأذان)

مجھ سے جنت قریب ہوئی یہاں تک کہ اگر میں جرأت کر لیتا تو تمہارے پاس اس کا ایک خوشہ لے آتا اور دوزخ مجھ سے قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے رب ۔ میں ان کا نظارہ کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کو ایک بلی اپنے پنجوں سے نوچ رہی ہے میں نے کہا اس عورت کی یہ حالت کیوں ہے؟ فرشتوں نے کہا اس نے اس بلی کو اپنے پاس روکے رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی نہ اس کو کھلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ خود کھالیتی۔

اسی سلسلہ کی ایک روایت حضرت جابرؓ سے مسلم شریف میں آئی ہے، اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ما من شئ توعدونه إلا قد رأیته فی صلاتی هذه لقد جیئ بالنار و ذلك حین رأیتمونی تأخرت مخافة أن یصیبنی من لفحها ، و حتی رأیت فیها صاحب المحجن یجر قصبه فی النار،وکان یسرق الحاج بمحجنه ،

جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ سب میں نے اپنی اس نماز میں دیکھ لی ہیں، میرے سامنے دوزخ کو لایا گیا اس کو اس وقت پیش کیا گیا تھا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا میں اس ڈر سے پیچھے ہٹ گیا تھا کہ کہیں اس کی لپٹ مجھکو نہ پکڑ لے یہاں تک کہ میں نے اس میں ٹیڑھے سر کے ڈنڈے

فإن فطن له قال: إنما تعلق بمحجنی ، و إن غفل عنه ذهب به و حتی رأیت فیها صاحبة الهرة التی ربطتها، فلم تطعمها، ولم تدعها تأکل من خشاش الأرض حتی ماتت جوعا ثم جیئ بالجنة و ذلکم حیث رأیتمونی تقدمت حتی قمت فی مقامی ، و لقد مددت یدی و أنا أرید أن أتناول من ثمرها لتنظروا إلیه ، ثم بدالی أن لاأفعل فما من شئ توعدونه إلا قد رأیته فی صلاتی هذه ۔

(مسلم کتاب الکسوف باب ماعرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف من أمر الجنة والنار)

والے کو دیکھا کہ وہ آگ میں اپنی آنت کو کھینچ رہا ہے ، وہ اپنے ڈنڈے کے ذریعہ حاجیوں کی چوری کرتا تھا اگر کوئی سمجھ جاتا تو کہہ دیتا ارے میرے ڈنڈے میں اٹک گیا اور اگر غفلت ہوتی تو وہ اس کو لیکر چلا جاتا اور میں نے اس میں بلی والی عورت کو بھی دیکھا جس نے اس کو باندھے رکھا نہ اس کو خود کھلایا نہ اس کو چھوڑا تاکہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی ، پھر جنت کو پیش کیا گیا اس کو اس وقت پیش کیا گیا جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں اس کا پھل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ تم بھی اس کو دیکھ لیتے پھر میرے دل میں خیال آیا کہ ایسا نہ کروں خلاصہ یہ کہ جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ سب چیزیں میں نے اپنی اس نماز میں دیکھ لیں۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے نماز کے لئے اقامت کہی گئی ، اقامت کے بعد

آپ ﷺ نے فرمایا:

يا أيها الناس إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع ، ولا بالسجود ، ولا ترفعوا رؤوسكم ، فإني أراكم من أمامي و من خلفي و أيم الذي نفسي بيده ، لو رأيتم ما رأيت لضحكتم قليلا ، ولبكيتم كثيراً قالوا : وما رأيت يا رسول الله؟ قال : رأيت الجنة والنار(۱)

اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، لہذا مجھ سے پہلے نہ رکوع کرو نہ سجدہ اور اپنے سروں کو (مجھ سے پہلے) نہ اٹھاؤ اس لئے میں تم کو اپنے آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم بھی اس چیز کو دیکھ لو جس کو میں نے دیکھ لیا ہے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آئے، صحابہؓ نے عرض کیا آپ نے کیا دیکھا ہے اے اللہ کے رسولؐ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے۔

مؤطا (۲) اور سنن نسائی (۳) میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنما نسمة المؤمن طير تعلق في شجرة الجنة حتى يرجعها الله إلى جسده يوم القيامة

مومن کی روح پرندوں کی شکل میں ہوتی ہے جو جنت کے درختوں سے لٹکے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔

---

(۱) مسلم کتاب الصلاة باب تحريم سبق الامام بركوع ۔مگر اس کے الفاظ ("ايم الذى نفسى بيده" کی بجائے "والذى نفس محمد بيده "ہیں

(۲) مؤطا کتاب الجنائز باب جامع الجنائز۔

(۳) نسائی کتاب الجنائز باب ارواح المومنين وغيرهم

یہ حدیث صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روح قیامت سے پہلے بھی جنت میں داخل ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث اصحاب السنن نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جس کو ترمذیؒ نے صحیح قرار دیا ہے، کتاب کے اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام احادیث کو پوری کی پوری نقل کیا جائے گا جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مومنین کی روحیں جنت میں روزِ قیامت سے پہلے بھی داخل ہوتی ہیں اور قرآن کریم کی جن آیات میں اس کا تذکرہ ملتا ہے ان کو بھی ذکر کیا جائے گا۔

ابو داود (۱) سنن، اور مسند احمد (۲) میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لما خلق الله تعالىٰ الجنة والنار أرسل جبريل إلى الجنة فقال : اذهب فانظر إليها و إلىٰ ما أعددت لأهلها فيها ، فذهب فنظر إليها و إلى ما أعدالله لأهلها فيها فرجع فقال : و عزتك لا يسمع بها أحد إلا دخلها فأمر بالجنة فحفت بالمكاره ،فقال فارجع فانظر إليها و إلى ماأعددت لها لأهلها فيها،

جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور کہا جا کر جنت کا اور ان نعمتوں کا معائنہ کرو جو میں نے اہلِ جنت کے لئے اس میں تیار کی ہیں وہ گئے اس کا معائنہ کیا اور واپس آ کر کہا تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ ضرور اس میں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت کو مخالفِ نفس چیزوں سے گھیر دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ اسلام سے کہا اب جاؤ اور جنت اور اس کی

(۱) ابو داود کتاب السنة باب فی خلق الجنة والنار۔ (۲) مسند احمد ۳۳۳/۲۔

قال فنظر إليها ثم رجع فقال: و عزتك لقد خشيت أن لايدخلها أحد، قال : ثم أرسله إلى النار قال: اذهب فانظر إليها وإلىٰ ماأعددت لأهلها فيها قال فنظر إليها فإذا هى يركب بعضها بعضا ثم رجع فقال : و عزتك و جلالك لا يدخلها أحد سمع بها ، فأمربها فحفت بالشهوٰت ثم قال: اذهب فانظر إلى ماأعددت لأهلها فيها فذهب فنظر إليها فرجع فقال: و عزتك لقد خشيت أن لاينجو منها أحد إلا دخلها" قال الترمذى هذا حديث حسن صحيح

(ترمذی کتاب صفة الجنة ، باب ماجاء حفت الجنة بالمكاره و حفت النار بالشهوات ۔)

نعمتوں کا مشاہدہ کرو وہ گئے اور مشاہدہ کے بعد آ کر کہا تیری عزت کی قسم! میں اندیشہ محسوس کرتا ہوں کہ اب اس میں کوئی نہیں جا سکے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت جبرئیلؑ کو دوزخ کی طرف بھیجا اور کہا جاؤ دوزخ اور جو عذاب میں نے دوزخیوں کے لئے تیار کیا ہے اس کا معائنہ کرو انہوں نے معائنہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے پر چڑھا جا رہا ہے وہ واپس آئے اور کہا تیری عزت اور جلال کی قسم! جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ ہرگز اس میں داخل نہیں ہوگا اس کے بعد اللہ نے حکم دیا اور دوزخ کو شہوتوں اور خواہشاتِ نفسانی سے بھر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب جاؤ اور دوزخ میں دوزخیوں کے لئے جو میں نے تیار کیا ہے اس کا معائنہ کرو وہ گئے اور معائنہ کیا واپس آ کر کہا تیری عزت کی قسم ! مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔

صحیحین میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اختصمت الجنة والنار فقالت الجنة يارب مالها إنما يدخلها ضعفاء الناس وسقطهم ، وقالت النار يارب مالها يدخلها الجبارون والمتكبرون ، فقال أنت رحمتی أصيب بك من أشاء و أنت عذابی أصيب بك من أشاء ولكل واحدة منكما ملؤها (۱)

جنت اور دوزخ میں تکرار ہوگئی جنت نے کہا اے میرے رب! کیا بات ہے جنت میں کمزور اور پست ماندہ لوگ جائیں گے اور دوزخ نے کہا اے میرے رب! کیا بات ہے کہ دوزخ میں جابر اور متکبر لوگ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے (جنت سے) کہا تو میری رحمت ہے میں جس کو چاہوں گا تجھے عطا کروں گا اور دوزخ سے کہا تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ عذاب دوں گا۔

صحیحین ہی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اشتكت النار إلى ربها فقالت : يا رب أكل بعضی بعضاً فأذن لها بنفسين : نفس فی الشتاء ، و نفس فی الصيف (بخاری كتاب بدأ الخلق باب صفة النار و أنها مخلوقة ۔)

دوزخ نے اپنے رب کے سامنے شکوہ کرتے ہوئے کہا اے میرے رب! میرا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھائے جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس موسمِ سرما میں دوسرا سانس موسمِ گرما میں

حضرت ابونعیمؒ نے اپنی کتاب ''صفة الجنة'' میں عبدالملک بن ابی بشیر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں روزانہ دعا کرتے ہیں، جنت

---

(۱) بخاری کتاب التفسیر باب ''و تقول هل من مزيد'' اس میں ''اختصمت'' کی بجائے ''تحاجّت'' ہے۔ مسلم كتاب الجنة و صفة نعيمها و أهلها باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء

کہتی ہے اے میرے رب میرے پھل پک چکے، میری نہریں اچھی طرح جاری ہوچکیں اور مجھے اپنے دوستوں سے ملاقات کا اشتیاق بڑھتا جارہا ہے اس لئے جلداز جلد میرے حقداروں کو مجھ تک پہونچادے۔ اور دوزخ کہتی ہے میری حرارت تیز ہوگئی، میری گہرائی زیادہ ہوگئی میرے انگارے بڑے ہوگئے اس لئے تو جلداز جلد میرے مستحقین کو مجھ تک پہونچادے۔(۱)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بينما أنا أسير فى الجنة ، و إذا بنهر فى الجنة حافتاه قباب الدرالمجوف قال قلت يا جبريل ماهذا ؟ قال هذا الكوثر الذى أعطاك ربك ، فضرب الملك بيده فإذا طينه المسك الأذفر ۔ (بخارى كتاب الرقاق باب الحوض)	میں جنت کی سیر کررہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کے دو رویہ کھوکھلے موتیوں کے گنبد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ یہ وہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے عطا کی ہے، اس کے بعد فرشتے نے اپنا ہاتھ اس پر مارا تو دیکھا کہ اس کی مٹی تیز مہکنے والی مشک کی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

دخلت الجنة فرأيت فيها قصراً و داراً فقلت : لمن هذا ؟ فقيل لرجل من قريش ،	میں جنت میں داخل ہوا میں نے اس میں ایک محل اور ایک گھر دیکھا میں نے پوچھا یہ سب کس کا ہے جواب دیا گیا قریش سے

(۱) ابونعیم، کتاب "صفة الجنة حديث ۸۶۔

فرجوت أن أكون هو ، فقيل لعمر بن الخطاب ، فلولا غيرتك يا أبا حفص لدخلته قال : فبكى عمر و قال أو يغار عليك يا رسول الله ﷺ

(مسلم كتاب فضائل الصحابة باب : من فضائل عمر رضى الله عنه)

تعلق رکھنے والے ایک شخص کا، مجھے یہ اُمید ہوئی کہ میں ہی وہ شخص ہوں لیکن مجھ سے کہا گیا یہ عمر بن الخطاب کا ہے اے ابوحفص ! (عمرؓ کی کنیت) اگر مجھے تمہاری غیرت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس میں داخل ہوجاتا راوی کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضرت عمرؓ رو پڑے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ! کیا آپ پر بھی غیرت کی جاسکتی ہے۔

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ بیشمار اور بھی احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا شدہ ہیں۔

اگر یہ اشکال کیا جائے کہ آپ نے جنت کے اس وقت موجود ہونے پر حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے استدلال کیوں نہیں کیا جن کو جنت میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا اور اس درخت سے کھانے کے نتیجہ میں ان کو جنت سے نکال دیا گیا جس سے اللہ نے منع فرمایا تھا حالانکہ اس سے استدلال نہایت واضح اور صریح ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل اس جنت کے بارے میں زبردست اختلاف ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا گیا تھا۔ آیا وہ وہی جنت الخلد ہے جس میں قیامت کے دن مؤمنین کو داخل کیا جائے گا یا وہ زمین کے ہی کسی بلند حصہ میں کوئی دوسری جنت ہے اس اختلاف کی وجہ سے ہم نے اس سے استدلال نہیں کیا بعض لوگوں نے پہلا قول اختیار کیا ہے بعض نے دوسرا، ہم انشاء اللہ بالتفصیل دونوں اقوال اور ان کے دلائل کو ذکر کریں گے۔

وہ جنت کونسی تھی جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا گیا تھا؟

علماء امت اور مفسرین کے درمیان اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ کو کس جنت میں ٹھہرایا گیا تھا؟

حضرت منذر بن سعید اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''جہاں تک اللہ تعالیٰ کے قول ''اُسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ(۱)'' کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الخلد (ہمیشگی کی جنت) میں ٹھہرایا تھا جس میں مومنین کو قیامت کے دن داخل کیا جائے گا، دوسرے حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ جنت الخلد نہیں بلکہ کوئی دوسری جنت ہے جس میں ان کو ٹھہرایا گیا تھا''

ابوالحسن الماوردیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''جس جنت میں حضرت آدم وحوا بسائے گئے تھے اس کی تعیین کے سلسلہ میں لوگوں کے دو قول ہیں:

۱۔ وہ جنت الخلد ہے۔

۲۔ وہ کوئی اور جنت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کے لئے الگ سے تیار کیا تھا، وہ محض آزمائش وابتلاء کے لئے تھی، وہ جنت الخلد نہیں تھی کیوں کہ جنت الخلد دار الجزاء ہے دار الابتلاء نہیں۔

---

(۱) البقرۃ: ۳۵، ترجمہ ''اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو''۔

جولوگ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ جنت الخلد نہیں تھی وہ خود اس کی تعیین کے سلسلہ میں متفق نظر نہیں آتے بلکہ اس کی تعیین کے سلسلہ میں ان کے بھی دو قول ملتے ہیں۔

پہلا قول یہ کہ وہ آسمان میں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو آسمان سے ہی زمین پر اُتارا تھا، یہ قول بظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا قول یہ کہ وہ زمین پر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو زمین پر ہی آزمائش میں ڈالا تھا اور اسی میں ان کو ایک مخصوص درخت سے کھانے سے منع کر دیا گیا تھا۔

یہ ابن بحر کا قول ہے، آزمائش کا یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب ابلیس کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر اس نے از راہِ تکبر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

ابن الخطیبؒ نے اپنی مشہور تفسیر میں لکھا ہے: ''اہلِ علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ جنت زمین میں ہے یا آسمان میں؟ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ آسمان میں ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ جنت الخلد ہے جس کو دار الجزاء کہا جاتا ہے یا کوئی اور جنت، ابوالقاسم البلخی اور ابو مسلم الاصبہانی وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ جنت زمین پر ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے بارے میں جو جنت سے اتارے جانے کا ذکر ہے اس سے مراد زمین کے ایک ٹکڑے سے دوسرے ٹکڑے کی طرف منتقل ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک جگہ سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے کا حکم دیتے ہوئے کہا: ''اھبطوا مصرا'' تم کسی شہر میں اتر جاؤ (چلے جاؤ) اُن حضرات نے اپنے اس قول کی تائید میں اور بہت سے دلائل پیش کئے ہیں، دوسرا قول جبائی کا ہے کہ وہ جنت ساتویں آسمان

پر ہے۔ تیسرا قول ہمارے جملہ اصحاب کا ہے کہ یہ جنت دار الجزاء والثواب ہے''۔

ابو القاسم راغب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: جس جنت میں حضرت آدمؑ کو ٹھہرایا گیا تھا اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض متکلمین یہ کہتے ہیں کہ وہ جنت ایک باغ کی شکل میں تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لئے پیدا کیا تھا وہ ان کے لئے باقاعدہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں تھی، اس کے بعد انہوں نے دونوں اقوال کے بعض دلائل پیش کئے ہیں۔

ابو عیسی الرمانیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس اختلاف کو ذکر کیا ہے، انہوں نے اس قول کو اختیار کیا کہ وہ جنت الخلد ہے اس کے بعد انہوں نے کہا: جو مذہب ہم نے اختیار کیا ہے یہی حسن بصریؒ، عمرو، واصل، ابو علی، اور ہمارے شیخ ابو بکر اور اکثر اصحاب کا قول و مسلک ہے، اہلِ تفسیر کی بھی یہی رائے ہے، لیکن ابن الخطیبؒ نے اس مسئلہ میں توقف اختیار کیا ہے۔ اس طرح ان کے مطابق یہ چوتھا قول ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہر طرح کا احتمال ہے اس لئے کہ اس بارے میں دلائل متعارض ہیں لہذا توقف کرنا واجب ہے۔

منذر بن سعیدؒ فرماتے ہیں: ''یہ قول کہ وہ زمین پر کوئی جنت ہے نہ کہ جنت الخلد، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا ہے'' ابن مزین المالکیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نے ابن نافع سے جنت کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ پیدا شدہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس طرح کے مسئلہ میں سکوت بہتر ہے۔ حضرت ابن عیینہؒ آیت کریمہ '' إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ '' (۱) کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں ایسا نہیں ہوگا'' ظاہر ہے ابن نافع بھی بلند پایہ امام ہیں اور ابن عیینہ بھی، ان جیسی شخصیات کی نظیر نہیں ملتی۔

---

(۱) طٰہٰ آیت: ۱۱۸ ترجمہ ''آپ کو اس میں (جنت میں) نہ بھوک لگے گی نہ آپ برہنہ ہوں گے۔''

کی ہدایت دی، اور اپنے بندوں کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں، اس کی حمایت ونصرت کریں، عزت وتوقیر کریں، اور ان کے دعوتی مشن میں ان کا ساتھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی اعلان کر دیا کہ جنت میں داخلہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب آپؐ کی پیروی کی جائے اور آپؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلا جائے۔

بابرکت اور بے عیب ہے وہ ذات جس نے آپؐ کے سینہ کو (بارِ رسالت اٹھانے کے لئے) کھول دیا، اور آپؐ سے آپ کا بوجھ دور کر دیا، اور آپؐ کے نام کو روشن کیا، اور جو آپ کی مخالفت یا حکم سے روگردانی کرے اس کے لئے ذلت وخواری مقدر کر دی، چنانچہ آپؐ نے دن رات خفیہ اور اعلانیہ مسلسل دعوت الی اللہ کا کام کیا، یہاں تک کہ صبحِ اسلام طلوع ہوئی، ایمان کا سورج روشن ہوا، اللہ کا کلمہ بلند ہوا، شیطان کا مشن ناکام ہوا، اور آپؐ کے نورِ رسالت سے زمین منور ہوگئی جب کہ وہ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، دل آپس میں جڑ گئے جب کہ وہ ایک دوسرے سے جدا تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت کو لوگوں پر تمام کر دیا تو اللہ نے ان کو اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں یا رفیق اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) سے جا ملیں، آپؐ نے محبت وشوق الٰہی میں اپنے رب سے ملاقات کو پسند فرمایا اور دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ آپؐ نے اپنی امت کو سیدھی اور روشن راہ پر چھوڑا جس پر چل کر صحابۂ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور صلحائے امت جنت کے مستحق ہوئے، اور آپؐ کے طور طریقہ اور دکھائی ہوئی راہ سے اعراض کرنے والے عذابِ جہنم کے سزاوار ہو کر دائمی خسارہ میں پڑ گئے، آپؐ کی بعثت کے بنیادی مقاصد تلاوتِ آیات، تزکیہ نفس، اور تعلیم کتاب وحکمت کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے اور ہر شخص مکمل بصیرت وآگہی کے ساتھ زندگی گذار کر اپنے انجام کو پہونچے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: